ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر انتل ضیا

شعبۂ اردو، جامعہ شہید بینظیر بھٹو برائے خواتین پشاور ۔

مریم بی بی

ایم۔فل (اردو) سکالر جامعہ شہید بینظیر بھٹو برائے خواتین پشاور ۔

نوشین مہمند

ایم۔فل (اردو) سکالر جامعہ شہید بینظیر بھٹو برائے خواتین پشاور ۔

ناول "جاگے ہیں خواب میں" میں تصورِ وقت کا جائزہ

Dr. Antal Zia
Department of Urud, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar.
Mariyam Bibi
MPhil Urdu Scholar, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar.
Nosheen Mohmind
MPhil Urdu Scholar, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar.

***Corresponding Author:** antalzia@abbwu.edu.pk

An Analysis of the Concept of Time in the Novel *Jaage Hain Khwab Mein*

This research paper explores the concept of time in Akhter Raza Saleemi's Urdu novel "Jaagay Hain Khwab Mein". The study highlights how the author blends religious, historical, and personal memories to explain time as both a divine and emotional experience. Time in the novel is shown not just as hours or days, but as a journey through memories, love, and human struggle. The main character, Zaman, shifts between the past and present, using nostalgia and dreams to reflect on his personal life and cultural history. The paper

also connects Islamic beliefs and Quranic verses to explain time as a limitless force created by God. Saleemi's storytelling blends fantasy, real history (like Sikh rule), and Sufi spirituality to portray how time shapes people's lives. His use of flashback and myth highlights that time is both timeless and personal. The novel shows how memory, loss, and love live on through time, making it a central theme of both the story and human life.

Key Words: *Concept of Time, Temporal Consciousness, Flashback Technique, Nostalgia, Sufi Philosophy, Historical Narrative, Myth and Supernatural Elements, Islamic Perspective on Time.*

اختر رضا سلیمی اُردو ادب میں نامور شاعر ناول نگار اور مدیر ہیں، اُردو ادب میں اپنی تحریروں کی بدولت ممتاز حیثیت کی حامل شخصیت ہیں۔ اختر رضا سلیمی نے آغاز میں بچوں کے لیے کہانیاں تحریر کیں۔ انہوں نے اس کے بعد اپنے احساسات و جذبات کو غزلوں اور نظموں میں بہت خوبصورت انداز میں سمویا۔ اس کے بعد وہ نثر کی طرف آ گئے۔ انہوں نے تین ناول شائع کیں۔ سب سے پہلے انھوں نے "جاگے ہیں خواب میں" شائع کیا۔ اس کے بعد ناول "جندر" اور پھر ۲۰۲۳ء میں ناول "لواخ" شائع کیا۔ اختر رضا سلیمی نے ادب کی مختلف جہات میں طبع ازمائی کی ہے مگر ناول ان کا خاص حوالہ بن چکا ہے اس ریسرچ پیپر میں ان کے فکری تسلسل میں جو وقت کا تصور ہے اس پر بات کی جایے گی اس لیے پہلے ہم وقت کے تصور کے حوالے سے بحث کرونگی اور پھر ہم ناول " جاگے ہیں خواب " کے خوصوصی حوالے سے اس تصور کی وضاحت کرینگے۔

وقت کیلئے زمانہ، عرصہ، مدت جیسے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں، لیکن یہ بات واضح ہے۔ کہ وقت کا کوئی وجود نہیں، یہ کوئی مادی شے نہیں، بلکہ وقت ایک ایسا تجرید ہے کہ، نہ تو اس کو دیکھا جاسکتا ہے اور نہ ہی چھوا جاسکتا ہے ، اور نہ ہی سنا جاسکتا ہے۔ وقت ازل سے شروع ہو چکا ہے۔ جب یہ کائنات وجود میں آئی تھی، انسان نے جب اس وقت دنیا میں آنکھ کھولی تھی، اس وقت سے پہلے بھی وقت شروع ہو چکا تھا، اور آج تک اسی رفتار سے جاری ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وقت ازل سے شروع ہو چکا ہے تو کیا ایک دن یہ ختم ہو جائے گا کیا اس کا کوئی انجام ہے؟ یا وقت ساکن ہو چکا ہے اور ہم گزر رہے ہے؟ اگر وقت بہہ رہا ہے، تو اس کا بہاؤ کس طرف ہے؟ جو وقت گزر چکا ہے تو کیا وہ واپس آسکتا ہے؟ یہ تمام سوالات وقت کے حوالے سے کیے جاتے ہیں۔ لیکن آج تک انسانی شعور اس عقلی توجیہہ کو پیش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ لیکن قرآن میں ان تمام سوالات کا جواب موجود ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑی دنیا پیدا کی ہے، اس میں خلاء کہکشائیں، چاند،

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-22

سورج، ستارے، سیارے، وغیرہ موجود ہے۔ کیا وہاں بھی وقت ہے اگر ہے تو گزر رہا ہے اگر نہیں ہے تو یہ تمام چیزیں سکوت یا حالت ساکن میں موجود ہیں۔ وقت کے حوالے سے یہ تمام سوالات انسانی ذہن میں جنم لیتے ہیں۔ اس کائنات سے جڑی ہر شے انسان چرند پرند جانور وغیرہ تمام چیزوں کے خاتمے کے لیے اللہ تعالیٰ نے موت مقرر کی ہے۔ جب کائنات میں ان کی عمر پوری ہو جاتی ہیں تو موت ان کو گھیر لیتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک خاص مدت کیلئے یہاں (کائنات) میں بھیجا ہوتا ہیں۔ وہ اپنی زندگی کے چند سال گزارنے کے بعد مر جاتے ہیں اور یہی اس کائنات کا نظام ہے۔ لیکن وقت وہ واحد تجرید ہے۔ جو ازل سے تو شروع ہے۔ لیکن اس کا کوئی اختتام نہیں۔ اس سوال کا جواب قرآن میں موجود ہے۔ ازل سے شروع ہونے والا وقت جب یہ دنیا ختم ہو جائے گی تب بھی وقت موجود ہو گا۔ وقت ماضی، حال، مستقبل، گھنٹے، عرصے زمانہ اور مدت جیسے الفاظ میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جو وقت گزر رہا ہے وہ ماضی بن جاتا ہے جو کسی صورت واپس لوٹ کر نہیں آتا۔ وہ وقت ہمارے شعور میں حافظے یا یادوں کی صورت میں محفوظ ہو جاتا ہے، وہ گزرا ہوا وقت انسان کے لیے محض یادیں بن جاتی ہیں۔

لیکن تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی ہے۔ کہ وقت لامحدود ہے۔ اس کو محدود نہیں کیا جاسکتا۔ ازل سے شروع ہونے والا وقت آج بھی جاری ہے اور آنے والے وقت میں بھی جاری رہے گا۔

وقت، انسان اور کائنات ایک تثلیث ہے۔ کائنات کا نظام اس مثلث کے تحت رواں دواں ہے کیونکہ یہ کائنات انسان کیلئے تخلیق کی گئی ہے۔ اور پھر اس کائنات میں انسان وقت کے سہارے زندگی گزار رہا ہے، دن ورات کا تسلسل وقت کو آگے لے کر جاتا ہے۔ لہٰذا قرآنی حوالوں سے وقت کی تفہیم کا ایک ممکنہ زاویہ تلاش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اسلام میں وقت کا تصور موجود ہے۔ اسلام میں اس بات کی دلیل دیتا ہے۔ کہ جب یہ کائنات وجود میں نہیں آئی تھی۔ تب بھی وقت موجود تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو انسان کیلئے تخلیق کیا۔ اور انسان کو اس دنیا میں بھیجا۔ اس دن سے یعنی کائنات کا وقت شروع ہو چکا تھا۔ اور یہ وقت جو ازل سے شروع ہو چکا ہے۔ قیامت کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر وقت کی کوئی ابتداء ہے تو اس کی انتہا بھی ہو گی۔ جس دن اس کائنات کو تخلیق کیا گیا تھا۔ اس سے پہلے بھی وقت موجود تھا۔ قرآن میں اس حوالے سے آیت ہے۔

﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ-يُغْشِى الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا-وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ-اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْاَمْرُ-تَبٰرَكَ اللّٰهُ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-22

رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾

ترجمہ: "بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دن میں پیدا کیا۔ پھر عرش پر قرار پکڑا رات سے دن کو ڈھانک دیتا ہے اور وہ اس کے پیچھے دوڑتا ہوا آتا ہے اور چاند اور ستارے اپنے حکم کے تابعدار بنا کر پیدا کیے۔ اور اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا۔ اللہ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔"(۱)

اس آیت کی روشنی میں کہ اس کائنات کی تخلیق چھ دنوں میں ہوئی۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کائنات کی تخلیق سے پہلے بھی وقت موجود تھا۔ یہ چھ دن اتوار، پیر، منگل، بدھ، جمعرات اور جمعہ ہیں، جمعے کے دن حضرت آدمؑ کی تخلیق ہوئی، ہفتے کے دن کوئی تخلیق نہیں ہوئی، اس کے علاوہ جب حضرت آدمؑ کو تخلیق کیا گیا۔ جب حضرت آدمؑ میں روح پھونکی گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا جائے۔ تمام فرشتوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا۔ لیکن ابلیس نے سجدہ کرنے سے انکار کیا- ابلیس کا کہنا تھا کہ آدمؑ مٹی سے بنائے گئے ہے اور میں آگ سے بنایا گیا ہوں۔ ابلیس نے تکبر کے سبب سجدے سے انکار کیا۔ قرآن میں ہے۔

﴿وَ لَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓىٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ ﳓ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ-لَمْ یَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ ﴾

ترجمہ: "اور یہ دیکھو یہ ہماری کارفرمائی ہے کہ ہم نے تمہیں پیدا کیا۔ یعنی تمہارا وجود پیدا کیا ۔ پھر تمہاری یعنی نوع انسانی کی شکل و صورت بنادی۔ پھر وہ وقت آیا۔ کہ فرشتوں کو حکم دیا۔ آدمؑ کے آگے جھک جاؤ۔ اس پر سب جھک گئے۔ مگر ابلیس جھکنے والوں میں نہ تھا۔"(۲)

ابلیس اللہ کا برگزیدہ فرشتہ تھا۔ اس نے اسی ہزار سال اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی۔ یہاں پر اسی ہزار سال اس بات کا تعین کرتا ہے کہ اس دنیا کے وجود میں آنے سے پہلے بھی وقت موجود تھا۔ ابلیس انتہائی عبادت گزار ، فرشتوں کے استاد اور مقرب بارگاہ الٰہی کو اللہ تعالیٰ نے سجدہ کرنے کا حکم دیا لیکن ابلس نے کہا کہ میں آگ سے بنایا گیا ہوں اور آدمؑ مٹی سے بنائے گئے ہیں، اپنے باطل عقیدے، حکم الٰہی سے انکار اور تعظیم نبی سے تکبر کی وجہ سے وہ کافر ہو گیا۔

لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وقت لا محدود ہے اس کو محدود نہیں کیا جاسکتا۔ ازل سے شروع ہونے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-22

والا وقت قیامت کے بعد بھی جاری رہے گا حقیقت یہ ہے کہ وقت مشیت الٰہی کا پابند ہے۔ جب اللہ چاہے تو اس کو معطل کر سکتا ہے تاہم وقت اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ وقت اللہ تعالیٰ کی مرضی سے رواں دواں ہے جب اللہ چاہے گا تو وقت کو معطل یا روک سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ "کن" فرماتا ہے اور "فیکون" ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات چھ دنوں میں بنائی ہے اور اس کی تخلیق دو سطحوں پر کی ہے۔

(۱) عالم تخلیق

(۲) عالم امر

امر کا مطلب ہے حکم دینا۔ جب حکم دیا جاتا ہے تو اس میں وقت درکار ہوتا ہے اس کے بعد حکم پر عمل درآمد کیا جاتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے کائنات بنانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ "کن" ہو جا اور "فیکون" ہو گیا، اس حکم کا تعلق "عالم امر" سے ہے۔ لیکن دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کائنات چھ دنوں میں بنائی یہ زمین، آسمان اور سمندر کائنات میں جتنی بھی چیزیں ہیں یہ چھ دنوں میں بنی ہیں۔ لہٰذا اس کا تعلق عالم تخلیق یا عالم اسباب سے ہیں- جب حکم دیا جاتا ہے، تو اس میں ضرور وقت درکار ہوتا ہے، یہ چھ دن وقت کا تعین کرتا ہے۔

اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں سب روحوں کو ایک ہی وقت میں پیدا کیا۔ اور روحوں کو اللہ تعالیٰ نے "عالم امر" یعنی حکم کے ذریعے پیدا کیا۔ لیکن جب یہی روحیں دنیا میں آتی ہے تو اس میں وقت درکار ہوتا ہیں ان روحوں کا دنیا میں آنے کے لیے مرد، اور عورت کا جنسی ملاپ ضروری ہے اور پھر حمل ٹھہرتا ہے تو وہ بچہ ماں کے پیٹ میں نو ماہ پلتا ہے۔ پھر نو مہینے کے بعد وہ دنیا میں آتا ہے۔ روحوں کو اللہ تعالیٰ نے عالم امر کے ذریعے پیدا کیا اور پھر جب وہ روحیں دنیا میں آتی ہیں۔ تو اس کیلئے ایک بہت طویل وقت درکار ہوتا ہے۔ عالم امر میں وقت کا تعین نہیں ہوتا۔ جبکہ عالم تخلیق میں وقت ضرور درکار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو دو سطحوں پر رکھا ہے ایک ہے عالم تخلیق اور ایک ہے عالم امر۔ امر حکم کو کہتے ہیں۔ جب وہ حکم پریکٹیکل شکل میں لایا جاتا ہے۔ تو اس میں وقت درکار ہوتا ہے۔ اس کو کہتے ہے عالم تخلیق، قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات بنانی چاہی تو اللہ نے کن کہہ دیا اور کائنات بن گئی۔ لیکن دوسری طرف قرآن میں ہے کہ یہ کائنات چھ دنوں میں بنی ہے۔ تو حرف کن سے تو سب کچھ بن گیا۔ اس میں وقت نہیں لگا۔ تو سوال بنتا ہے کہ پھر یہ چھ دن کیسے لگے؟ یہ حرف کن عالم امر سے تعلق رکھتا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

ہے اللہ نے کہہ دیا کہ ہو جا اور بس ہو گیا۔ اور یہ چھ دن عالم تخلیق کہلاتا ہے اور اس کا دوسرا نام عالم اسباب ہے۔ یعنی اسباب کی دنیا لہٰذا جب روحیں اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں پیدا کی۔ تو اس طرح روح کا دنیا میں آنا۔ مرد اور عورت کا جنسی ملاپ اور پھر بچہ نو ماہ ماں کے پیٹ میں پلتا ہے اور جب وہ بچہ عالم شباب یعنی جوانی کی دہلیز تک پہنچتا ہے تو اس میں ایک طویل وقت درکار ہوتا ہے۔ لہٰذا عالم خلق اور عالم امر میں بنیادی فرق وقت کا ہے۔ عالم خلق میں وقت کا تصور موجود ہے۔ جبکہ عالم امر میں وقت کا تصور موجود نہیں- عالم خلق میں وقت کا تصور زمینی وقت ہے۔ وہ وقت جو زمین اور آسمان کے مابین دن ورات کے تسلسل کے ذریعے رواں ہیں- عالم امر اور عالم خلق کے لیے اردو ادب میں دو مرکبات استعمال ہوتی ہیں۔

(۱)زمان خالص Pure Life

(۲)زمان متعلق Relevant Time

عالم خلق اور عالم امر کے لیے دو مرکبات استعمال ہوتی ہیں۔ ایک زمان خالص اور دوسرا زمان متعلق۔ زمان متعلق میں وقت کا تصور موجود ہیں۔ یہ ہمارا وقت ہیں۔ جس میں دن اور رات کے تسلسل سے وقت رواں ہے۔ لیکن یہاں پر یہ بات قابل غور ہے۔ کہ یہ وقت اس دنیا کا پیمانہ ہے۔ جب خلا میں انسان جاتا ہے۔ تو خلا میں دن ورات کا کوئی concept نہیں۔ لیکن وقت وہاں بھی موجود ہیں۔ تو خلا میں وقت کا اپنا پیمانہ ہے اور زمینی وقت کا اپنا پیمانہ ہیں۔ اسی طرح عرش، آسمانوں میں وقت کا اپنا الگ الگ پیمانہ ہیں۔ کہکشائیں۔ سیاروں میں بھی وقت موجود ہیں۔ لیکن ہر جگہ وقت کا الگ الگ پیمانہ ہیں۔ جس طرح آسمانی وقت میں دنیا کے وقت کے پچاس ہزار سال اور آسمانی وقت میں ایک دن کے برابر ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی تخلیقات ہے ہر جگہ پر وقت کا الگ الگ پیمانہ ہیں اس کے علاوہ عالم تخلیق اور عالم امر کے مابین وقت کی تفریق موجود ہے جیسے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے واقعہ معراج سے ہمیں سمجھ آتی ہیں سیرت کی کتابوں میں ہیں۔ کہ حضرت محمد ﷺ رات کے ایک پہر میں مسجد اقصیٰ کا سفر شروع کرتے ہیں پھر مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک کا سفر ہوتا ہے۔ آسمانوں میں وہ تمام چیزوں یعنی جنت اور دوزخ کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ انبیاء سے بھی ملاقات کرتے ہیں۔ جب تمام چیزوں کو دیکھنے کے بعد جب واپس آسمان سے زمین کی طرف آتے ہیں۔ تو وہ رات بھی مکہ میں ختم نہیں ہوئی ہوتی۔ عام طور پر تو کہا جاتا ہے کہ ان کے لیے وقت روک دیا گیا تھا۔ لیکن اگر ہم اس کو زمانہ خلق اور زمانہ خالص سے جوڑ دیں۔ تو ہمیں سمجھ آجائی گی۔ کہ دراصل حضرت محمد ﷺ کو ایک ٹائمز زون سے نکال کر دوسرے ٹائم زون میں داخل کر دیے گئے تھے۔ وہ ٹائم زون جو آسمان کا تھا۔ وہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

اپنے حساب سے گزر رہا تھا۔ اور زمینی ٹائم زون اپنے حساب سے گزر رہا تھا۔ لہٰذا وقت ایک Relevant Terminology ہیں۔ ایک وقت نہیں ہے۔ خلا کا وقت منٹوں، گھنٹوں، ہفتوں، دنوں، سالوں اور صدیوں میں نہیں ہیں۔ بلکہ ہر جگہ کا وقت اپنا الگ الگ پیمانہ رکھتا ہے وقت ہر جگہ موجود ہے۔ لیکن ہر جگہ وقت کا الگ الگ پیمانہ ہیں۔ دنیا کا وقت دن، رات کے تسلسل سے منٹوں، گھنٹوں دنوں اور ہفتوں، مہینوں اور سالوں میں تقسیم کیا گیا ہیں۔ جبکہ خلا اور آسمان وقت کا اپنا الگ الگ پیمانہ ہیں۔ زمینی وقت رواں ہیں۔ لیکن جب یہ دنیا ختم ہو جائے گی۔ قیامت کے ساتھ ہی دنیا کا نظام ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا۔ تو اس کے بعد بھی وقت ختم نہیں ہو گا۔ بلکہ وقت موجود ہو گا۔ قرآن میں اس کے حوالے سے آیت ہے۔

﴿بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّ اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـئَتُهٗ فَاُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ٥وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾

ترجمہ: "کیوں نہیں جس نے کمایا گناہ اور اس کی خطا نے اس کا گھیراؤ کر لیا۔ تو ہی لوگ جہنمی ہیں۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور جو اہمان لائے اور اچھے کام کیے وہ جنت والے ہیں اور اسی میں ہمیشہ رہے گے۔ "[۳]

اس آیت میں "ہمیشہ "کا لفظ استعمال ہوا ہے، نیک لوگ جنت میں ہمیشہ رہے گے اور جنہوں نے بُرے اعمال کیں۔ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گے۔ ہمیشہ کا لفظ یہاں پر وقت کا تعین کرتا ہے یعنی جب یہ دنیا ختم ہو جائے گی۔ تب بھی وقت ہمیشہ رہے گا۔ لہٰذا ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وقت اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے وقت ہر جگہ پایا جاتا ہے لیکن ہر جگہ وقت کا پیمانہ مختلف ہے۔ زمین اور آسمانی وقت میں فرق پایا جاتا ہیں اسی طرح خلا میں وقت کا الگ پیمانہ ہیں۔ قرآن میں زمینی اور آسمانی وقت کے حوالے آیات موجود ہے۔ زمینی وقت میں دن و رات کا تسلسل ہوتا ہے، وقت کو منٹوں، گھنٹوں، دنوں، ہفتوں، مہینوں، سالوں اور صدیوں میں تقسیم کیا گیا ہیں۔ جبکہ آسمانی وقت میں ایسا کوئی تصور موجود نہیں۔ زمینی وقت کا ایک ہزار سال آسمانی وقت کا ایک دن ہیں۔ زمینی وقت میں چاند اور سورج کے چکر سے وقت کا تعین کیا جاتا ہے۔ چاند کے گھٹنے اور بڑھنے سے مہینوں اور سالوں کا شمار کیا جاتا ہے۔ کچھ ممالک میں سورج کے چکر سے مہینوں اور سالوں کا تعین کیا جاتا ہیں۔ جبکہ کچھ ممالک میں قمری سال چلتے ہیں-اور کچھ ممالک میں شمسی سال چلتے ہیں۔ یہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے اپنے مدار میں گردش کرتے ہیں۔ سورج اور چاند کے چکر سے زمینی وقت کا تعین کیا جاتا ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

اختر رضا سلیمی کے ناول "جاگے ہیں خواب میں" وقت کا تصور موجود ہیں۔ وقت کو کئی حصوں ماضی، حال، مستقبل، زمانہ، مدت، عرصہ جیسے ناموں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اختر رضا سلیمی کے ناول میں کبھی ماضی کی جھلکیاں نظر آتی ہے۔ تو کبھی حال کی پرچھائیاں سامنے آتی ہیں۔ دن ورات کے تسلسل سے وقت رواں ہے لیکن انسان وہ واحد مخلوق ہیں۔ جو کہ حال، ماضی اور مستقبل کو ساتھ لیے ہوئے ہیں کیونکہ ماضی، حال اور مستقبل انسان کے کردار کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ناول کا آغاز زمان سے ہوتا ہے۔ وقت کے لحاظ سے حال کا ذکر ہوتا ہے۔ زمان اس ناول کا مرکزی کردار ہیں۔ زمان گاؤں سے دور شہر میں پڑھائی کی غرض سے رہتا ہیں اور ہوسٹل میں رہائش پذیر ہوتا ہے۔ چھٹیوں میں زمان گاؤں کا رخ کرتا ہیں۔ سردیوں میں برف پہاڑوں پر پڑتی ہیں۔ جس دن مطلع صاف ہوتا ہے اور چاند کی چاندنی جب پہاڑوں پر پڑتی ہیں۔ تو اس منظر کے حسن کو چار چاند لگ جاتے ہیں۔ اس منظر سے لطف اندوز ہونے کے لیے زمان سردیوں میں گاؤں کا رخ کرتا ہیں اور رات کے پہر پہاڑوں پر جاکر اس منظر سے لطف اندوز ہوتا ہیں۔

اس کے علاوہ ان پہاڑوں کے بیچ میں ایک غار ہوتا ہے۔ چاند کی چاندنی جب ان پہاڑوں اور اس کے بیچ غار پر پڑتی ہے تو زمان کو اس میں اپنے محبوب کا عکس نظر آتا ہیں۔ وہ اپنے ماضی میں تصوراتی طور پر چلا جاتا ہے- وقت کے حوالے یہ بھی ایک سفر ہے جس کا ذکر ناول میں کچھ اسطرح موجود ہے:

> "یہ سب خواب سا ہے۔ بالکل خواب سا۔ زمان نے پتھریلے تکیے پر سر رکھ کر خلا میں گھورتے ہوئے سوچا۔ گزشتہ کئی سالوں سے اس کا معمول تھا کہ وہ مہینے میں دو چار دن اور ایک آدھ چاندنی رات یہاں ضرور گزارتا۔ دن میں اس کی نظریں نشیب میں بسنے والی بستی پر جب کہ رات کے وقت آسمان پر مرکوز رہتیں۔ وہ جب بھی یہاں آتا ہمیشہ اسی مقام پر بٹھتا۔ ایک غار کے دہانے پر پتھریلا چبوترا تھا۔ جس کی لمبائی سات فٹ اور چوڑائی چار فٹ کے ریب تھی۔"(۴)

زمان اپنے ماضی کے جھروکوں میں وقتاً فوقتاً مختلف حوالوں سے جھانکتا ہے جیسا کہ رومانوی چاند کا منظر اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔

> "دن کو زمان کے یہاں غار پر آنے کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں تھا۔ لیکن سردیوں میں چودھویں کے چاند کی دوراتیں جن میں تمام علاقہ برف کی چادر میں لپٹا ہوتا۔ وہ چاند ابھرنے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

کا انتظار کرتا رہتا۔ پھر جوں ہی مشرق کی طرف سے چاند منہ نکالتا۔ اس کے قدم بھی حویلی کی دہلیز پار کر رہے ہوتے۔"(۵)

اختر رضا سلیمی کے ناول میں حال کے ساتھ ساتھ ماضی کی جھلکیاں بھی نظر آتی ہے۔ لیکن یہ بات طے ہیں کہ انسان اپنے ماضی کو فراموش نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ہر گزرتا لمحہ ماضی میں بدل جاتا ہے اور اسی بنا پر وہ حال میں زندہ رہتا ہیں۔ لیکن انسان کے لیے کچھ جگہیں بھی ایسی ہوتی ہے جس سے انسان کی یادیں یا کچھ کہانیاں منسوب ہوتی ہے۔ جو نسل در نسل منتقل ہوتی ہے۔ ایسی ہی ایک کہانی اختر رضا سلیمی نے اپنے ناول میں تحریر کی ہے جو کہ مافوق الفطرت عناصر پر مبنی ہے۔ یہ کہانی ہزارہ کی چٹانوں سے وابستہ ہے۔ یہاں بھی انسان کے حوالے سے وقت کا وہ حصہ سامنے آتا ہے جب انسان مافوق الفطرت اشیا پر یقین رکھتا تھا۔ اختر اضا سلیمی اس عہد میں چلا جاتا ہے جہاں پر انسان کا اس دنیا میں ابتدائی زمانہ تھا، انسان جنگلوں میں رہتا تھا اور جن، بھوتوں کی کہانیاں سناتا تھا اختر رضا سلیمی نے ناول میں مافوق الفطرت عناصر پر مبنی کہانی کا ذکر اسطرح کیا ہے۔

"راجہ سالوں کی بیوی رانی کو کلاں اور ایک آدم خور دیو کہیں چھپ کر ایک دوسرے پر فریفتہ ہو رہے تھے۔ راجہ کی بیوی کے ساتھ طوطے اور مینا کی ایک جوڑی بھی تھی۔ وہ دونوں اپنی رانی کو آدم خود دیو کے ساتھ قابل اعتراض حالت میں دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوئے۔ مینا سے رہانہ گیا۔ اس نے رانی کو برا بھلا کہنا شروع کیا۔ رانی نے غصے میں آکر مینا کی گردن مروڑ دی۔ مینا کی حالت دیکھ کر طوطا اُڑ کر وجوعیہ کے میدان میں پہنچ گیا۔ جہاں راجہ بے خبر سویا ہوا تھا"۔(۶)

مافوق الفطرت عناصر پر مبنی یہ کہانی زمان نے اپنے بڑوں سے سن رکھی تھی۔ جب بھی وہ گندگر پہاڑوں کا رخ کرتا تھا اور اس کی نظر پہاڑوں پر پڑتی تھی تو زمان ماضی کے جھروکوں میں جانکلتا تھا۔

"زمان جب بھی غار کے چبوترے پر بیٹھ کر اس چٹان کو دیکھتا ہے۔ اسے یہ کہانی ضرور یاد آتی ہے۔ جو اسے گاؤں کے بوڑھے بزرگوں نے سنائی تھی۔"(۷)

زمان کی عادت تھی۔ جب وہ رات کے پہر پہاڑوں پر چاندنی والے منظر سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ تو وہ اپنی سوچوں میں گم ہو جاتا اس کی سوچ لا محدود تھی جس کو محدود نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اسی طرح وہ اپنے ماضی میں بسا اوقات چلا جاتا تھا۔ زمان لمحہ موجود میں ماضی کی تصویریں دیکھتا ہے۔ ماضی کی یاد کو تازہ کرنے کے لیے وہ حال میں ماہ

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-22

ماخذ تحقیقی مجلہ

نور کی یاد میں چلا جاتا ہے۔ جب اس نے ماہ نور کو پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ زمان کا ناکام عشق ہونے کے باوجود وہ اپنے حال کو ماضی کی یادوں کے ذریعے خوب صورت اور خوش گوار بناتا تھا۔

ناسٹلجیا: اسی طرح ایک رات وہ غار کے پاس چبوترے پر لیٹا ہوا تھا، بارہ سال، آٹھ ماہ اور بیس دن قبل جب ماہ نور کو اس نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ اس یاد کو دہرانے لگا۔ یادیں ماضی سے جڑی ہوتی ہیں۔ یادیں اچھی ہو یا بری دونوں ہی صورتوں میں انسان کو آبدیدہ کر دیتے ہیں۔ حسب معمول زمان طبیعیات کے کسی مسئلے میں الجھا ہوا تھا اور سر سبز و شاداب لان میں ٹہل رہا تھا کہ دوسری طرف سے ماہ نور کے خوشبو کا ایک جھونکا موصول ہوا۔ خوشبو اس قدر پر کیف تھی کہ کوئی بھی متوجہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا- دوسرے لوگوں کی طرح زمان کی نظر بھی اس پر پڑی اور اسی ہی لمحے زمان کے دماغ کو ماہ نور نے اپنے حسن اور انداز سے معطر کر دیا تھا۔ زمان کو اسی دن ماہ نور سے محبت ہو گئی تھی اور اب وہ اس حسین جذبے سے ہر لمحہ سرشار نظر آتا ہے جس کا بیان وہ کچھ یوں کرتا ہے:

> "ماہ نور اس نے برف پر ثبت خرگوش کے پنجوں کے نشانوں پر نظر جماتے ہوئے سرد آہ بھری۔ جو اسے ایک مرتبہ پھر دور ماضی میں لے گئی۔ جب بارہ سال، آٹھ ماہ اور بیس دن قبل اپریل کی ایک دوپہر وہ یونیورسٹی کے سرسبز و شاداب لان میں تازہ کٹی ہوئی گھاس پر ٹہلتے ہوئے طبیعات کے کسی پیچیدہ مسئلے میں الجھا ہوا تھا کہ اسے سرسبز لان بھنی خم دار روش کی طرف سے انسانی جسم کی عجیب و غریب خوشبو کا جھونکا موصول ہوا۔"(۸)

اختر رضا سلیمی کے ناول میں وقت کے تصور کا تنوع پایا جاتا ہے- انھوں نے وقت کے تصور کو ناول میں مختلف حوالوں سے پیش کیا ہیں- زمان کا ماضی کی حسین یادوں میں چلے جانا، اور ماہ نور کے لمس کو محسوس کرنا وقت کے تصور کا رومانوی حوالہ ہیں- زمان گزرے ہوئے وقت کو، لمحہ موجود میں کچھ اس طرح محسوس کرتا ہیں-

> "خوشبو کے منبع کا قد پانچ فٹ سے کچھ انچ اوپر اور جسم دبلا پتلا تھا۔ دبلے پن نے سینے کی گولائیوں کو سر کر کے چہرے تک پہنچتی۔ وہ اس کے بہت قریب آچکی تھی۔ اتنی قریب کہ وہ نہ صرف اس کی گہری نیلی آنکھوں میں اتر سکتا تھا۔ بل کہ بائیں نتھنے کے نیچے اور اوپر والے ہونٹ کے درمیان جو نسبتاً ابھرا ہوا تھا اور سیاہ لمبوترا تل بھی دیکھ سکتا تھا۔ جس کا مفہوم بہت دنوں بعد اس پر کھلنے والا تھا۔ وہ کسی کے دیکھے جانے سے بے خبر اپنے آپ میں مست اس کی سمت چلی آرہی تھی۔"(۹)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

زمان کو ماہ نور سے محبت ہوئی۔ اس نے اپنی محبت کے بارے میں اپنے دوستوں کو بتایا۔ وہ زمان اور ماہ نور کی ملاقات کے لیے منصوبے بنا رہے تھے۔ آخر کار ملاقات کا دن آگیا۔ لیکن زمان نے ماہ نور کو ملاقات کے حوالے سے نہیں بتایا بلکہ یہ محسوس کرایا کہ یہ ملاقات اتفاقی طور پر ہوئی ہیں۔ جس میں زمان نے ماہ نور سے محبت کا اظہار کیا۔ اور یوں اسی دن سے ماہ نور اور زمان ایک دوسرے سے محبت کرنے لگے۔ زمان وقت کے اس لمحے میں چلا جاتا ہے جب وہ یونیورسٹی میں پڑھ رہا تھا-اس کی خوبصورتی کی بہت دھوم تھی۔ مصنف یہاں اس کا بیان کچھ یوں کرتا ہے:

"اس کی آنکھوں میں جھانکنے والا کوئی بھی شخص اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ یونیورسٹی میں آتے ہی لڑکیوں نے اسے متوجہ کرنے کی کوشش کی۔ بعض نے تو باقاعدہ ڈورے بھی ڈالے۔ مگر اس نے سب سے تعلق رکھتے ہوئے بھی ایک خاص طرح کا فاصلہ رکھا۔ زیادہ قربت چیزوں کو دھندلا دیتی ہے۔ دیکھنے کے لیے فاصلہ ضروری ہے۔ وہ کہا کرتا تھا۔ لیکن یہ فلسفہ اس دن دھرے کا دھرا رہ گیا تھا۔ جب اس نے پہلی مرتبہ ماہ نور کو دیکھا تھا۔ اگلے تین مہینوں میں ان کی محبت کے چرچے یونیورسٹی سے نکل کر گلی محلوں میں پھیل چکے تھے۔"(۱۰)

نصف سال سے چلنے والا عشق یکدم یکطرفہ محبت میں بدل گیا۔ ماہ نور نے زمان کو چھوڑ دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ زمان مسلسل خواب دیکھتا رہا۔ جس نے ماہ نور کو خوف میں مبتلا کیا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ زمان نے ماہ نور سے پہلی ملاقات اپنے دوستوں کے ساتھ باقاعدہ منصوبے کے تحت انتظامات کرائے تھے۔ جب کہ ماہ نور کو یہ باور کرایا کہ یہ ملاقات اتفاقی طور پر ہوئی ہیں۔ جب یہ راز ماہ نور پر کھلا۔ تو اس کو زمان سے شدید نفرت ہوئی۔ لہٰذا ماہ نور نے زمان سے اپنی راہیں جدا کرلی۔ زمان ماہ نور کی نفرت کی تاب نہ لاسکا اور اس نے یونیورسٹی کو خیر آباد کہہ دیا۔ لیکن اس کی محبت اس کے دل سے نہ مٹ سکی۔ غار اور پہاڑوں میں اس کو ماہ نور کا عکس نظر آتا تھا۔ لہٰذا اس منظر کو دیکھنے کے لیے وہ ہر روز چاندنی رات میں پہاڑوں پر جایا کرتا تھا۔ یہاں پر بھی وقت کا رومانوی حوالہ موجود ہے- جس میں زمان موجودہ کرب کو کم کرنے کے لیے ماضی کے جھرکوں میں پناہ لیتا ہیں-

نصف سال تک چلنے والا عشق یک دم یک طرفہ ہو کر رہ گیا تھا زمان کے قریبی دوستوں کے بقول اس کا سبب ایک خواب تھا جو زمان نے دیکھا تھا ایک ایسا خواب جو حقیقت میں بھی موجود تھا خواب اور اس کے بعد پیش آنے والے عجیب و غریب واقعات نے ماہ نور کو خوف زدہ کر دیا تھا اسے لگا جیسے وہ کسی آسیب زدہ شخص کی محبت میں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

گرفتار ہے"(مان کو چھوڑ دینا، اور اپنی زندگی میں آگے بڑھ جانا زمان کے لیے بہت تکلیف کا باعث تھا-اپنے جذبات کی تسکین اور اپنے دکھوں کے مداوے کی خاطر زمان ماضی کے جھروکوں میں جھانکتا ہے-زمان کے ماضی کو اختر رضا سلیمی نے اس طرح پیش کیا ہے-

"پہلے تو اسے یقین نہ آیا لیکن جب اس پر کھلا کے زمان سے کیفے ٹیریا پر ہونے والی اس کی پہلی ملاقات جسے وہ اتفاق سمجھتی رہی ایک باقاعدہ منصوبے کا حصہ تھی وہ اس سے اسی شدت سے نفرت کرنے لگی جو اس شدت سے وہ اس کی محبت میں گرفتار رہی تھی" (۱۱)

کافی عرصہ گزرنے کے بعد بھی ماہ نور زمان کے ذہن سے نہ نکل پائی انہی سوچوں میں زمان گم تھا-زمان کا پہاڑوں پر آنا، چاندنی منظر سے لطف اندوز ہونا ماہ نور کا عکس نظر آنا اور پھر حال سے منقطع ہو کر ماضی میں چلے جانا لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ اختر رضا سلیمی کے ناول میں ناسٹلجیا پایا جاتا ہے-ناسٹلجیا اپنے ماضی کی طرف لوٹنے کا عمل ہے- انسان جس نے گزرے ہوئے وقت میں جو کھویا اور جس کے پانے کی وہ خواہش کرتا ہے وہ سب کچھ جو پہلے تھا-یہاں پر زمان ماہ نور کی یادوں میں، اور اس کے ساتھ گزارے ہوئے لمحوں میں زمان کھو جاتا ہے لہذا اختر سلیمی کے ناول میں ناسٹلجیا موجود ہے-

"جاگے ہیں خواب میں "ناول میں اختر رضا سلیمی نے فلیش بیک کی تکنیک پیش کی ہے۔ناول کے پہلے حصے میں حال کا ذکر کیا گیا ہے۔لیکن ناول کے دوسرے حصے میں کردار کو حال میں رکھتے ہوئے انھوں نے ماضی کے واقعات کو پیش کیا ہیں۔یعنی مرکزی کردار کے حال کو ماضی سے مربوط کیا ہیں۔اکثر ناول نگار فلیش بیک کی تکنیک کو اپنے ناولوں میں پیش کرتے ہیں۔جس میں کردار کو حال میں رکھتے ہوئے اسکی سوچ کو ماضی میں لے جاتے ہیں۔ بالکل اسی طرح اس ناول میں بھی اختر رضا سلیمی نے فلیش بیک کی تکنیک کو پیش کیا ہے۔

اس ناول میں زمان حال میں رہتے ہوئے ماضی کی یادوں میں کھو جاتا ہیں۔

اس ناول میں انھوں نے جن واقعات کا ذکر کیا ہے۔اسکا تعلق اختر رضا سلیمی کے خاندان سے ہیں۔اس ناول میں انھوں نے ڈیڑھ سو سال پرانی تاریخ پیش کی ہیں۔ان کے اباؤ اجداد کا سکھوں کے خلاف لڑائی لڑنا، زندگی میں کئی نشیب و فراز کا مقابلہ کرنا، اپنا ایک الگ گاؤں تعمیر کرنا، اپنے اباؤ اجداد کے کارناموں کو تفصیل کے ساتھ پیش کیا ہیں۔

اختر رضا سلیمی نے اپنے ناول میں حال کے ساتھ ساتھ ماضی کو منقطع نہیں ہونے دیا۔بلکہ تمام واقعات

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

یعنی حال اور ماضی دونوں کو ایک ساتھ لے کر چلے ہے۔

نور خان اور عبداللہ اپنے قبیلے کے بہادر آدمی تھے ہزارہ میں سکھوں کی حکومت تھی۔ جنھوں نے مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے ہوئے تھے۔ سکھ حکمران اپنے رعایا کے ساتھ بھیڑ بکریوں جیسا سلوک کرتے تھے۔ اس ظالمانہ رویے کے رواں رکھنے کی وجہ سے مسلمانوں کو سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ قلی خان جو کہ اس قبیلے کا فرد تھا۔ اس نے طے کرر کھا تھا۔ کہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا۔ جس دن راجہ کو اپنے ہاتھوں سے قتل نہ کردیں۔ اسی دن سے اسی قبیلے میں بغاوت کا بیج بویا گیا۔

دس سال پہلے جب سکھا شاہی کا آغاز تھا۔ تو دیگر ریاستوں کا سربراہان نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی اطاعت قبول کرلی۔ سوائے اس چھوٹے قبیلے کے جنھوں نے اطاعت قبول نہیں کی تھی۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے امر سنگھ مجیٹھ کو ہزارہ کا گورنر مقرر کردیا تھا-مہاراجہ رنجیت سنگھ نے امر سنگھ مجیٹھ کے کان اس قبیلے کے خلاف خوب بھرے تھے۔ اور ساتھ میں اپنے باپ کا انتقام لینے کے لیے امر سنگھ مجیٹھ کو خوب اکسایا۔ مصنف اس حوالے سے کچھ یوں لکھتے ہیں۔

> "ٹھیک دس سال پہلے جب سکھ شاہی آغاز ہوئی تھی۔ اور ان کے ریاست کے راجا سمیت اردگرد کے بیشتر ریاستوں کے سربراہان نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی اطاعت قبول کرلی تھی۔ ان کے ریاست کے راجہ نے امر سنگھ مجیٹھ کو جیسے رنجیت سنگھ نے ہزارہ کا گورنر مقرر کیا تھا۔ ان کے چھوٹے سے قبیلے کے خلاف یہ کہہ کر اکسایا۔ کہ ہزارہ میں سکھ حکومت اس وقت تک مضبوط نہیں ہوسکتی جب تک وہ اس سرکش قبیلے کو مطیع نہیں کرلیتی۔"(۱۲)

اختر رضا سلیمی سے ایک انٹرویو میں اس ناول کے حوالے سے پوچھا گیا۔ تو انھوں نے بتایا۔ کہ اس ناول میں انھوں نے اپنے اباؤ اجداد کا ذکر کیا ہے۔ ان کے اباؤ اجداد نے سکھوں کا بہادری سے مقابلہ کیا۔ اور پھر اپنے لیے ایک گاؤں کی بنیاد رکھی۔ وقت اور تاریخ کے تصادم سے تہذیبی انہدام کی جو تصویر "جاگے ہیں خواب میں" نظر آتی ہیں۔ یہ وقت اور تاریخ کا بہاؤ بدلتی ہوئی زندگی کا محاسبہ ہیں۔ اس ناول میں وقت کو ساکت کرکے پیش نہیں کیا۔ بلکہ وقت کے ساتھ ساتھ حالات اور آنے والا وقت دونوں بدل جاتے ہیں۔ بلکل اسی طرح جب سکھوں سے شکست کے بعد نور خان اور عبداللہ خاموش نہیں بیٹھے۔ اور نہ ہی خود کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑا۔ بلکہ حالات کا مقابلہ کرتے رہے۔ انھوں نے جنگل کے ایک غار میں پناہ لی۔ سکھ فوج مسلسل ان دونوں کی تلاش میں تھی۔ دن کا وقت وہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-22

غار میں گزارتے تھے۔ اور رات کے وقت وہ اپنے پیاروں سے ملنے چھپ کر جاتے تھے۔ جنھوں نے اپنے عزیزوں کے ہاں پناہ لی ہوئی تھی۔ وقت گزرتا گیا۔ لیکن نور خان اور عبداللہ خان کے حوصلے پست نہ ہوئے۔ حالات کا مقابلہ کرتے رہے۔ آخر کار انھوں نے جنگل میں اپنے زور بازو کے تحت ایک گاؤں کی بنیاد رکھی۔ جسکا نام "نور آباد" رکھا گیا۔ اس گاؤں کی تعمیر میں ان کے ساتھ دو عزیز اور بھی تھے۔ جس میں ایک کا نام دیش علی احمد اور دوسرا جوان شیر محمد تھا۔ سب سے پہلے نور خان نے اپنے گھر کی تعمیر کی۔ ایک سال کا عرصہ گزرنے کے بعد دس بارہ گھر اور بھی تعمیر ہو ئے اختر رضا سلیمی نے ناول میں نور آباد کی تاریخ قلمبند کی ہے- سکھوں سے جنگ ہارنے اور سید احمد بریلوی کی شہادت کے بعد، نور خان کا گاوں تعمیر کرنا اختر رضا سلیمی نے ڈیڑھ سو سال پرانی تاریخ ناول میں پیش کی ہے-نور خان کے ساتھ اس کے قبیلے کے اور بھی افراد شامل تھے- جو گاوں کی تعمیر میں ان کی مدد کر رہے تھے- جو کے چٹانوں کے بیچ جنگل میں گھر کی بنیاد رکھ رہے تھے- اس کا ذکر اختر رضا سلیمی نے ناول میں کچھ اس طرح کیا ہے-

> "عبداللہ اور نور خان کڑی کے ایک سرے پر جبکہ علی احمد اور شیر محمد دوسرے سرے پر جا کر کھڑے ہوئے۔ چاروں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ یک وقت نیچے جھکے اور اللہ اکبر کا نعرہ لگاتے ہوئے کڑی کو ایک بار گی اُٹھا کر پچھیالی دیوار پر اسطرح جما دیا۔ کہ اسکا ایک سرا شہتیروں کے اوپر جبکہ دوسرا شمال سمت میں وہاں تھا۔ جہاں پچھتالی دیوار ختم ہوتی اور بائیں طرف والی دیوار آکر اس میں پیوست ہوتی تھی۔ عبداللہ خان اور نور خان نے اپنے قدم ستون کو پچھیالی دیوار سے ملانے والی شہتیروں پر۔ جبکہ علی احمد اور شیر محمد نے شمالی سمت والی دیوار پر مضبوطی سے جمائے"(۱۳)

وقت ایک جیسا نہیں رہتا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حالات و واقعات بدل جاتے ہیں- حقیقت یہ ہے کہ تغیر کو ثبات حاصل ہے اور تغیر وقت سے جڑا ہوا ہے- اس حقیقت کو اختر رضا سلیمی نے ناول میں پیش کیا ہے- جب نور خان اور عبداللہ گاوں کی تعمیر کر رہے تھے تو اس وقت ویرانی کے سوا کچھ بھی نہیں تھا لیکن بعد میں وقت نے حالات کو یکسر بدل دیا- ہر طرف آبادی نظر آنے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے وقت نے حالات اور جگہ دونوں کو بدل دیا وقت کی اس تغیر کا ذکر اختر رضا سلیمی نے اپنے ناول میں کچھ یوں کیا ہے:

> "اگلے سال انہی دنوں میں وہاں دس بارہ مکان اور ان کے ارد گرد اٹھارہ بیس کھیت تھے۔ جن میں گندم، جو اور سرسوں لہرا رہی تھی۔ کوہ مل کی پہاڑی سے دیکھنے پر ایسا لگتا تھا۔ جیسے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

دور ایک پہاڑ کے دامن میں کسی نے اٹھارہ بیس زینے بنا رکھے ہیں۔ جن پر سبز مخملیں قالین
بچھا ہوا ہے۔ جس میں کہیں کہیں زرد رنگ نمایاں ہے۔" (۱۴)

قرآن میں ہے۔ جسکا مفہوم ہے۔ کہ دنیا کی ہر چیز کے لیے ایک وقت مقرر ہے۔ وہ وقت جو اللہ تعالی کی طرف سے متعین ہوتا ہے۔ پھر اس چیز کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ بالکل اسی طرح انسان بھی ہے۔ بچپن سے ہوتے ہوئے انسان جوانی کی دہلیز پر پہنچ جاتا ہے۔ اور پھر رفتہ رفتہ انسان کی عمر کا سورج غروب ہونے لگتا ہے۔ وقت تو بتدریج اسی طرح رواں ہوتا ہے۔ لیکن انسان کے ساتھ ساتھ ہر ایک چیز ایک خاص مدت تک ہوتی ہے۔ اور پھر اللہ کے حکم انسان یا اس چیز کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ جو قانون قدرت ہے- اختر رضا سلیمی نے فلیش بیک میں ماضی کی کئی پشتوں کا ذکر کیا ہے۔۔ "جاگے ہیں خواب میں "ناول میں اختر رضا سلیمی نے وقت کو مختلف حوالوں سے پیش کیا ہے جس میں حال اور ماضی کو مد نظر رکھتے ہوئے وقت کے مختلف تصورات کو ملحوظ خاطر رکھ کر ناول میں پیش کیا ہے جس میں وقت کا مذہبی تصور، اساطیری تصور، تاریخی تصور اور صوفیانہ تصور شامل ہیں۔ ناول کا کردار فقیر محمد خان جنگل کا رخ کرتے ہیں تو ان کے ساتھ گاؤں کے دو بندے جو ان کے مزدور ہوتے ہیں حویلی کے لیے لکڑیوں کی کٹائی میں مصروف عمل ہوتے ہیں- فقیر محمد خان جنگل میں ندی کے کنارے ستانے کے لیے بیٹھ جاتا ہے یوں ہی وہ ارد گرد کا مظاہرہ کرتا ہے تو اس کو وہاں پر ایک پری نظر آتی ہے جو بہت خوبصورت ہوتی ہیں فقیر محمد خان اس کے حسن کو دیکھ کر مدہوش ہو جاتا ہے وہ پری چند لمحوں کے بعد غائب ہو جاتی ہیں- فقیر محمد خان اس کے پیچھے بھاگتا ہے لیکن اس کو وہ پری نظر نہیں آتی اور وہ بے ہوش ہو جاتا ہے- اس کے علاوہ زمان جب پہاڑوں کا رخ کرتا ہے تو اس پہاڑوں سے منسوب ایک کہانی اس کو یاد آتی ہے جو دیو، راجا اور رانی سے جڑی ہوتی ہیں رانی کو دیو سے محبت ہوتی ہے طوطا راجا کو رانی سے متعلق تمام کہانی سے آگاہ کر لیتا ہے اور راجا رانی کو قتل کر دیتا ہے اور دیو کو ہمیشہ کے لیے غار میں بند کر دیتا ہے- اختر رضا سلیمی نے اساطیر جو کہ مافوق الفطرت عناصر ہوتے ہیں۔ جن پریوں کی کہانیاں جن کا حقیقی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ناول میں پیش کیا ہے- لہذا اس وقت کو انہوں نے عہد حاضر یعنی حال میں پیش کیا ہے- اس ناول میں وقت کا مذہبی تصور بھی پیش کیا ہے مذہبی تصور کے ساتھ ساتھ انہوں نے ایک کردار سید احمد بریلوی کے ذریعے وقت صوفیانہ تصور بھی پیش کیا ہے وقت کا صوفیانہ تصور میں صوفیا جذبہ عشق اور وجدان کی وساطت سے اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ دنیا سے خود کو ہر طرح سے آزاد کر لیتے ہیں اور اپنا تعلق اپنے رب سے جوڑ لیتے ہیں بلکہ اس ناول میں مذہبی کردار سید احمد بریلوی سب سے پہلے آکر لوگوں کے مابین مذہب کے حوالے سے جو بدعتیں جنم لی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-22
ماخذ تحقیقی مجلہ

ہوئی ہوتی ہیں ان کو ختم کرتے ہیں اور ان کی اصلاح کرتے ہیں۔

سید احمد بریلوی نے سکھوں کے مظالم کے خاتمے کے لیے مسلمانوں کا ساتھ دیا اور جنگ میں سکھوں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے ان بزرگوں نے اللہ کا قرب حاصل کرنے اور دنیا میں اسلام کی سربلندی کے خاطر دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی لہذا اس وقت کو اختر رضا سلیمی نے اپنے ناول میں پیش کیا ہے اس کے علاوہ اختر رضا سلیمی نے ناول "جاگے ہیں خواب میں" وقت کا تاریخی تصور پیش کیا ہے ناول میں سکھا راج کے خاتمے کے بعد انگریزوں کی حکومت کا سورج طلوع ہو گیا اس کے ساتھ تاریخی کردار جیمز ایبٹ، امر سنگھ مجیٹھ اور سید احمد بریلوی جیسے تاریخی کرداروں کو پیش کیا ہے۔ جس سے قاری کے سامنے اس دور کی تاریخ آ جاتی ہیں انھوں نے ناول میں ماضی یعنی فلیش بیک کے ذریعے تاریخ پیش کی ہے۔ انہوں نے ناول کے مرکزی کردار نور خان کے ذریعے وقت کا درویشانہ تصور بہت خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے جب نور خان جیمز ایبٹ سے ملاقات کرتا ہے اور جیمز ایبٹ اس کو درخواست کرتا ہے کہ اپنے قبیلے کو ہمارا ساتھ دینے کے لیے راضی کر لیں تو نور خان کہتا ہے کہ میں نے ایک عرصے سے لڑائی لڑنا چھوڑ دیا ہے اب میں ویسے ہی زندگی گزارتا ہوں لہذا درویش لوگ اللہ کی رضا کی خاطر سب کچھ چھوڑ دیتے ہیں اور ہر مشکل اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں پھر اللہ ہر مشکل میں ان کا ساتھ دیتا ہے لہذا وقت کے حوالے سے مختلف تصورات اختر رضا سلیمی نے اپنے ناول میں پیش کیے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ سورۃ الاعراف القرآن آیت نمبر ۵۴
۲۔ ایضاً ایضاً آیت نمبر ۱۱
۳۔ سورۃ البقرہ ایضاً آیت نمبر ۸۲/۸۱
۴۔ اختر رضا سلیمی، جاگے ہیں خواب میں، شرکت پرنٹنگ پریس لاہور، ۲۰۱۵ء، ص ۱۱
۵۔ ایضاً، ص ۱۳
۶۔ ایضاً، ص ۱۴
۷۔ ایضاً، ص ۱۵
۸۔ ایضاً، ص ۳۰
۹۔ ایضاً، ص ۳۰

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 1, (Jan to March 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-I)urdu-22

۱۰۔ ایضاً، ص ۳۱

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۲۲

۱۲۔ ایضاً، ص ۴۲

۱۳۔ ایضاً، ص ۵۶

۱۴۔ ایضاً، ص ۵۷